حضرت نظام الدین اولیا کی فقہی بصیرت

(فوائد الفواد کے خصوصی حوالے سے)

مؤلف: ڈاکٹر محمد اسامہ

سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ (۱۲۳۸۔۱۳۲۵ء) ہندوستان کی روحانی، تہذیبی اور اسلامی تاریخ میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ وہ اس سرزمین میں چشتیہ سلسلے کے چوتھے بڑے بزرگ اور اسی سلسلہ کی ایک شاخ "چشتیہ نظامیہ" کے بانی بھی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ملک و بیرون ملک کو اپنی روحانی، علمی اور اصلاحی خدمات سے متاثر کیا بلکہ وہ تا قیامت آنے والی نسلوں کے لئے رہبر اور رہنما ہیں۔ ان کا شمار ان اولیائے عظام میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی، اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے تبلیغ و ارشاد کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی خدمت کے لئے ایک عظیم تحریری سرمایہ بھی چھوڑا ہے۔

زیر نظر مقالے میں اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت کے حوالے سے گفتگو کی جائے گی، لیکن اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حیات اور علمی خدمات کا بھی مختصراً جائزہ لے لیا جائے۔

مختصر سوانح حیات

سلطان المشائخ کی ولادت یوپی کے مشہور شہر بدائیوں میں ۶۳۶ھ/۱۲۳۸ء میں ہوئی۔ ان کا نام محمد اور القاب نظام الدین والملۃ، نظام الاولیاء، محبوب الٰہی، امام الصدیقین، امام المحبوبین ہیں [1] البتہ وہ اول الذکر لقب یعنی نظام الدین سے زیادہ مشہور و معروف ہوئے۔ ان کے والد محترم حضرت خواجہ سید احمد اور والدہ

۱۔ القادری، محمد حسیب، سیرت خواجہ نظام الدین اولیاء المعروف محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۹

محترمہ کا نام حضرت بی بی زلیخا تھا۔ دونوں کا شمار اپنے وقت کے مشہور اولیاء اور صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کا سلسلہ نسب کچھ واسطوں سے حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے۔[۱]

ان کی تعلیم و تربیت میں ان کی والدہ محترمہ کا بڑا ہاتھ رہا۔ اس کے علاوہ ان کے دیگر شیوخ میں حضرت علاء الدین اصولی، حضرت مولانا شمس الدین خوارزمی، شیخ محمد بن احمد الماریکلی (کمال الدین زاہد)، باباگنج شکر، ابوشکور سالمی، برہان الدین محمود بن ابی الخیر اسعد بخاری، امین الدین محدث تبریزی اور علامہ برہان الدین المرغینانی وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

بدایوں میں انہوں نے زیادہ تر ادب، لغت، فقہ اور مقامات حریری کا درس لیا اور پھر مزید تعلیم کے لئے ۱۶ سال کی عمر میں دہلی تشریف لے آئے۔ دورانِ قیام وہ ۶۶۷ھ/۱۲۶۹ء میں حضرت باباگنج شکر سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے اَجودھن کا رخ کرتے ہیں اور یہیں سے ان کا عروج شروع ہوتا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء کے تعلقات دہلی کے سلاطین اور امراء سے بھی رہے۔ فوائد الفواد کے مطابق سلطان المشائخ کی ولادت سے وفات تک، دہلی کے تخت پر کل چودہ (۱۴) بادشاہ بیٹھے اور ان کے دہلی تشریف لانے کے بعد گیارہ (۱۱) بادشاہ تخت نشین ہوئے جن میں سے کم از کم تین ان کے معتقد بھی رہے، لیکن حضرت کی درویشانہ طبیعت نے نہ تو کبھی وظیفہ اور منصب لیا اور نہ ہی کبھی اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھایا البتہ وہ برابر بادشاہوں اور امراء کی اصلاح کرتے رہے۔

نیز انہوں نے دعوتِ اسلام کی طرف خصوصی توجہ دی جس کی وجہ سے نہ صرف غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد ان کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئی، بلکہ کثیر تعداد میں مسلمانوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور نیک و صالح بن کر اپنی باقی زندگی گزاری۔ یقیناً اس میں ان کے مربی اور رہنما حضرت باباگنج شکر کی تربیت اور ان سے بیعت کا بھی اثر رہا ہوگا۔ حضرت محبوب الٰہی کی وفات ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء میں دہلی میں ہوئی اور انہیں حضرت رکن الدین ملتانیؒ اور حضرت چراغ دہلیؒ نے قبر میں اتارا۔ ان کے روضہ پر پہلا گنبد محمد بن تغلق نے بنایا تھا۔ آئندہ سطور میں حضرت نظام الدین اولیاء کی فقہی بصیرت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

۱۔ سیرت خواجہ نظام الدین اولیاء المعروف محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۱

فقہی بصیرت

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو قرآن کریم، تفسیر، قرآت و تجوید، حدیث، فقہ و اصول فقہ، شعر و ادب اور اصلاحِ امت سے خصوصی شغف رہا۔ان کی طرف منسوب ملفوظات میں "فوائد الفواد" اور "سیر الاولیاء" کو مفصل اور مستند ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ اول الذکر میں انہوں نے تزکیہ نفس، زہد و تقویٰ، اسلام کے ارکان، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اتحاد اسلامی، اسلامی تہذیب و ثقافت، اسلامی بیداری اور سماجی انصاف وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اپنے افکار و نظریات پیش کئے ہیں۔

دراصل یہ کتاب حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے حضرت خواجہ امیر حسن علاء سجزی دہلوی نے جمع کیا ہے۔اس کا اردو ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلوی نے کیا ہے۔اسے پہلی بار ۱۹۹۰ء میں اردو اکادمی، دہلی، گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔ راقم الحروف کے پیشِ نظر اس کا تیسرا ایڈیشن ہے، جس کے تحت حضرت شیخ المشائخ کی فقہی بصیرت کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

ان کے بعض افکار ایسے ہیں جو جمہور علماء کی آراء سے مطابقت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو منفرد اور نادر ہیں۔ مقالہ نگار نے اس میں دونوں حوالوں سے گفتگو کی ہے اور اس میں پہلے قرآن، حدیث سے اخذ شدہ مسائل اور آخر میں بعض منفرد فقہی مسائل کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

فقہی امور میں حضرت نظام الدین اولیاءؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے متاثر نظر آتے ہیں کیوں کہ زیادہ تر آراء میں انہوں نے حنفی مسلک کو ترجیح دی ہے، البتہ بعض مسائل جیسے حلّت سماع، قرائت فاتحہ خلف الامام، ایام ابیض کے روزے اور صلوۃ الجنازہ علی الغائب وغیرہ میں انہوں نے امام شافعی کی پیروی کی ہے۔اس لحاظ سے انہیں مجتہد کہنا زیادہ مناسب ہوگا، کیوں کہ انہوں نے کسی ایک امام فقہ کی پیروی نہیں کی ہے۔

ایک فقیہ کے لئے ضروری ہے کہ حدیث پر بھی اس کی گہری نظر ہو اور اس کے اصول و قواعد اور حقیقی مفہوم سے واقف ہو چناں چہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا یہ حال تھا کہ اگر ان کے سامنے حدیث اور مشائخ کا قول پڑھا جاتا تو وہ دونوں میں فرق بآسانی کر لیتے تھے۔ایک بار ان سے "من لیس له

شیخ فشیخه ابلیس "اور"من لم یر مفلحاً لایفلح ابداً" کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا ان کا شمار حدیثوں میں ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "نہیں، یہ مشائخ کے اقوال ہیں"۔[۱]

بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ انہوں نے اس سلسلے میں حاضرین کی اصلاح بھی فرمائی۔ ایک مشہور حدیث "الصوم لی و انا اجزی به"[۲] سے متعلق حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ اسے ان الفاظ "الصائم لی" کے ساتھ بھی سنا گیا ہے تو شیخ المشائخ نے فرمایا! تو پھر "انا اجزی له" آنا چاہیے تھا اور پھر اسے بتایا کہ "ب" دراصل "ل" کے معنی میں مستعمل ہے۔[۳]

اسی طرح ایک شخص نے شیخ المشائخ کے سامنے "من احب العلم و العلماء لم یکتب خطیئته" پیش کی اور کہا کہ میں ایسا کرتا ہوں تو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ نہیں لکھے جائیں گے تو انہوں نے اس کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے فرمایا کہ سچی محبت سے مراد پیروی ہے اور جب کوئی شخص ان کا محب ہو جائے گا تو ان کی پیروی بھی ضرور کرے گا اور نامناسب چیزوں سے دور رہے گا اور جب یہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ اس کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔[۴]

۱۔ **قرآنی تعلیمات**: محبوب الٰہیؒ کی قرآن کریم پر گہری نظر تھی، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآنی تعلیمات اور اس کے احکام کو دس نکات میں بیان کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ ان میں سے آٹھ تو صرف سورۃ الفاتحہ میں ہی ہیں، یعنی ذات (الحمد)، صفات (الرحمن الرحیم)، افعال (رب العالمین)، آخرت (مالك یوم الدین)، تزکیہ (ایاك نعبد)، تخلیہ (وایاك نستعین)،

۱۔ دہلوی، علا سجزی، خواجہ امیر حسن، فوائد الفواد، ص ۷۶۹
۲۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، جلد سوم، ص ۱۴۹
۳۔ فوائد الفواد، ص ۸۸۹
۴۔ ایضاً، ص ۹۲۵

اولیاء کا ذکر(اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم) اوردشمنوں کا ذکر(غیر المغضوب علیھم و لاالضالین)وغیرہ البتہ جہاد اور احکام شرع کا تذکرہ الگ سے کیا گیا ہے۔[۱]

۲۔قرآن کریم کی تلاوت کے آداب: حضرت سلطان المشائخ نے ایک محفل میں تلاوت قرآن کے آداب بتاتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ تردید کا کیا مطلب ہے؟فرمایا کہ جس آیت سے پڑھنے والے کو ذوق اور رقت حاصل ہو اس کی تکرار کرنی چاہیے۔ دلیل میں انہوں نے نبی کریمؐ کے عملِ مبارک کو بیان کیا ہے کہ وہ ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کوئی سورہ پڑھنا چاہ رہے تھے، لیکن بسم اللہ سے ہی ان پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بیس بار اس کی تکرار فرمائی۔[۲]

۳۔ختم قرآن کے بعد سورہ فاتحہ اور بقرہ کی چند آیتیں پڑھنا: حضرت نظام الدین اولیاؒ نے درج بالا سوال کے جواب میں فرمایا کہ نبی کریمؐ سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے؟انہوں نے فرمایا:"الحال و المرتحل"۔پھر اس کی تشریح میں فرمایا کہ "الحال" اسے کہتے ہیں جو کسی پڑاؤ پر آکر اترے اور "مرتحل" اسے کہتے ہیں جو روانہ ہو جائے۔یہ اشارہ اس طرف ہے کہ جب کوئی قرآن پڑھتا ہے اور ختم کرتا ہے تو گویا ایک منزل آکر اترتا ہے اور جب دوبارہ شروع کرتا ہے تو گویا دوبارہ روانہ ہو جاتا ہے۔ایسے شخص کو رسول اللہؐ نے "الحال والمرتحل" کی صفت سے یاد کیا ہے۔[۳]

۴۔غائبانہ نماز جنازہ: حضرت نظام الدین اولیاؒ غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں اور وہ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ سلم کا طرزِ عمل پیش کرتے ہیں کہ آپؐ نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی

۱۔ فوائد الفواد، ص ۴۳۹
۲۔ ایضاً، ص ۴۲۵
۳۔ ایضاً، ص ۶۷۵

تھی۔اس سلسلے میں وہ امام شافعیؒ کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میت کے جسم کا کوئی عضو جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلی جو بھی ہو،اس پر نماز پڑھی جائے گی۔[۱]

۵۔**روزہ:** حضرت نظام الدین اولیاء نے اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن یعنی روزہ اور اس کے مسائل پر بھی بحث کی ہے۔انہوں نے اس سلسلے میں فرمایا کہ آداب درویشی یہ ہیں کہ تہائی سال کا روزہ رکھا جائے یعنی ایک سال میں چار مہینے۔چناں چہ وہ نبی کریمؐ کے ایک عمل (آپؐ ہر ماہ تین روز روزہ رکھتے تھے البتہ یہ نہیں معلوم کہ وہ تین روزے کون سے ہیں؟) سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ہفتے میں دو دن روزہ رکھیں مثلاً پیر اور جمعرات کو تو اس طرح بھی تہائی سال ہو جائے گا۔[۲]

سلطان المشائخ کی فقہی بصیرت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں دو حدیثوں کے درمیان تطبیق دینے میں ملکہ حاصل تھا۔روزے کے سلسلے میں نبی کریمؐ سے مروی دو حدیث (۱) "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے نہ روزہ رکھا،نہ افطار کیا۔" (۲) "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر دوزخ تنگ ہو گئی" کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے فرمایا:

> "پہلی حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے پیوستہ روزے رکھے تو ان میں وہ پانچ روز دونوں عیدوں اور ایام تشریق کے بھی ہوئے۔بس یہ ایسا ہوگا کہ اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔دوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے متواتر روزے رکھے مگر ان پانچ دنوں میں افطار کیا تو اس پر دوزخ تنگ ہو گئی۔"[۳]

۶۔**تراویح کی حقیقت:** حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔ان سے پوچھا گیا کہ یہ رسول اللہؐ کی سنت ہے یا صحابہ کی؟فرمایا کہ صحابہ کرام کی سنت ہے اور اس سوال پر کہ کیا صحابہ کی

۱۔ فوائد الفواد، ص ۶۷۵

۲۔ ایضاً، ص ۲۴۹

۳۔ ایضا، ص ۲۵۱

سنت کو بھی سنت میں شمار کیا جائے گا؟ کہا کہ ہاں! ہماری فقہ (فقہ حنفی) میں شامل ہے، البتہ فقہ شافعی میں سنت بس سنت رسولؐ ہے۔[۱]

۷۔ **طبقاتِ امت کا ذکر**: سلطان المشائخ نے ایک حدیث کے حوالے سے امت کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مدت چالیس سال بیان کی ہے نیز ان کی خصوصیات بتائی ہیں۔ اس میں پہلا طبقہ علم اور مشاہدے کا ہے جس سے مراد صحابہ کرام ہیں۔ دوسرا بر (نیکی) اور تقویٰ کا طبقہ ہے جس سے مراد تابعین کرام ہیں۔ تیسرا طبقہ تواصل وتراحم[۲]، چوتھا تقاطع وتدابر[۳] اور پانچواں طبقہ ہرج اور مرج[۴] کا ہے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ اب یہ دو سو سال نبی کریمؐ کی وفات کے بعد پورے ہو چکے ہیں، ان دو سو سالوں کے بعد آدمی کے بچے سے کتے کا بچہ پیدا ہونا بہتر ہوگا، لیکن آج کل کے بارے میں آدمی کیا کہے؟[۵]

۸۔ **تائب اور متقی دونوں برابر ہیں**: حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے تائب اور متقی دونوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اور دلیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک پیش کیا ہے:

> التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ ترجمہ: "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔"

اس کی تشریح میں وہ فرماتے ہیں کہ متقی تو وہ ہوتا ہے جس نے مثلاً ساری عمر کبھی شراب نہ پی ہو یا اور کوئی گناہ اس سے نہ ہوا ہو اور تائب وہ ہوتا ہے جس نے گناہ کیا اور پھر توبہ کر لی۔ یعنی جس نے گناہ کیا اور

۱۔ فوائد الفواد، ص ۷۳۷

۲۔ تواصل یعنی جب ان کے پاس دولت آتی ہے تو اگر وہ ان کے اور دوسروں کے درمیان مشترک ہو تو یہ اپنے شراکت داروں کے پاس اسے نرمی اور رعایت سے جانے دیتے ہیں اور تراحم یعنی اگر ان کو دولت مل جائے تو وہ اسے راہ حق میں خرچ کر دیتے ہیں

۳۔ یعنی اگر انہیں دولت مل جاتی ہے تو اس کی حصہ داری میں لوگوں سے قطع تعلق اور دشمنی پر اترتے ہیں اور تدابر سے مراد یعنی وہ لوگ جن کو دولت مل جائے تو پوری رکھ لیں اور کسی کو کچھ نہ دیں

۴۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے کا گوشت نوچنے اور قتل کرنے والے

۵۔ فوائد الفواد، ص ۷۹۴

گناہ سے خوب ذوق پایا جب وہ توبہ کرتا ہے اور اطاعت کرتا ہے تو اس اطاعت میں بھی خوب ذوق پاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس راحت کا ایک ذرہ جو اسے اطاعت میں حاصل ہوا، وہ ذرہ گناہوں کے کھلیان کے کھلیان جلا ڈالے۔[۱]

۹۔ **دنیا سے بے نیازی**: حضرت محبوب الٰہیؒ نے دنیا میں مال و دولت جمع کرنے کو پسند نہیں کیا اور اس حوالے سے ایک حدیث پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے حلال پر عذاب ہوگا اور حرام پر (بھی) عذاب ہوگا۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حرام پر عذاب کی بات تو سمجھ میں آنے والی ہے لیکن حلال پر عذاب کیسے ہوگا؟ انہوں نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ ایک شخص کو قیامت کی دھوپ میں کھڑا کیا جائے گا اور حساب مانگا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ یہ عذاب ہوگا۔[۲]

۱۰۔ **مجلس میں بیٹھنے کے آداب**: حضرت نظام الدین اولیاء نے نبی کریمؐ کی مشہور حدیث[۳] سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کوئی کسی مجلس میں جائے تو جہاں خالی جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے کیوں کہ آنے والے کی وہی جگہ ہوتی ہے اور اس میں اونچی نیچی جگہوں کا خیال نہ کیا جائے۔ اگر جگہ نہ ہو تو حلقے کے پیچھے بیٹھے، بیچ میں نہیں بیٹھنا چاہیے کہ جو ایسا کرتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے۔

۱۱۔ **دینی اخوت کو خونی اخوت پر ترجیح دینا**: حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے ہمیشہ لوگوں کو اخوت اور بھائی چارگی کی تلقین کی اور کہا کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہ اخوت دو طرح کی ہوتی ہے: ایک اخوت رشتہ داری کی ہے تو دوسری اخوت دین کی ہوتی ہیں اور ثانی الذکر میں ہی زیادہ مضبوط اور پائے دار اخوت ہوتی ہے کیوں کہ اگر دو نسبتی بھائی ہوں اور ایک مومن ہو اور ایک کافر تو پہلے کی میراث کافر بھائی کو نہیں ملے گی۔ اس لیے میں اس اخوت کو کچا پاتا ہوں اور اس کے برعکس دینی اخوت پکی ہوتی ہے کیوں کہ جو رشتہ دو دینی بھائیوں میں ہوتا ہے وہ دنیا اور آخرت دونوں میں برقرار رہتا ہے۔[۴]

۱۔ فوائد الفواد، ص ۱۸۹
۲۔ ایضاً، ص ۳۱۷
۳۔ ایضاً، ص ۳۰۳
۴۔ ایضاً، ص ۴۸۳

۱۲۔ **حلّتِ سماع**: حضرت نظام الدین اولیاءؒ بعض شرطوں کے ساتھ سماع کے جواز کے قائل نظر آتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی فکر کے برعکس حضرت امام شافعیؒ کا قول پیش کرتے ہیں کہ وہ سماع کو دَف اور چغانہ کے ساتھ مباح رکھتے ہیں، البتہ اگر اس میں چنگ ورباب اور مزامیر شامل ہو جائے تو غیر شرعی ہوگا۔ شیخ المشائخ کے مطابق:

> "جب چند چیزیں موجود ہوں اسی وقت سماع سنا جاتا ہے، یعنی مسمع و مسموع و مستمع اور آلہ سماع۔ مسمع گویا ہے۔ وہ ایسا آدمی ہونا چاہیے جو مرد ہو عمر رسیدہ۔ بچہ نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ مسموع یہ ہے کہ جو کچھ گایا جائے وہ ہزل اور فحش نہ ہو اور مستمع جو کچھ سنا جائے وہ حق کے لیے سنا جائے اور وہ حق یاد سے مملو ہو۔ اور آلہ سماع وہ مزامیر ہیں جیسے چنگ ورباب اور اسی طرح کی چیزیں وہ درمیان میں نہ ہوں۔ ایسا سماع حلال ہے۔[۱]

۱۳۔ **مزامیر کی حرمت**: حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے مزامیر (پھونک سے بجائے جانے والے باجے) اور اسی قبیل کی دیگر چیزوں کو ناپسندیدہ اور حرام قرار دیا ہے۔ دلیل میں وہ نماز کی حالت میں عورت کا امام کو اپنی ہتھیلی کی پشت پر ہاتھ مار کر غلطی سے آگاہ کرنے کے عمل کو پیش کرتے ہیں کہ جب وہ نماز میں تالی نہیں بجا سکتی کیونکہ اس سے کھیل کی مشابہت ہوتی ہے تو سماع میں تو اور بھی جائز نہیں ہوگا۔[۲]

۱۴۔ **عدل اور ظلم**: اشاعرہ کا ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مومن کو دوزخ میں ہمیشہ کے لیے ڈال دے اور کافر کو جنت میں ہمیشہ کے لیے رکھے، تو اس کا یہ عمل درست ہوگا کیوں کہ اس نے اپنی ملکیت میں ہی تصرف کیا ہے۔ اس پر تنقید کرتے ہوئے حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اسے عدل کے خلاف عمل اور ظلم قرار دیا ہے۔ دلیل میں سورہ زمر کی آیت نمبر ۹ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ مومن بہشت میں رہے اور کافر دوزخ میں، کیوں کہ وہ حکیم ہے اور تمام کام حکمت کے مطابق کرتا ہے جیسے کسی کے پاس مال ہو وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے، لیکن وہ اپنے مال

۱۔ فوائد الفواد، صفحات ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۳

۲۔ ایضاً، ص ۵۱۵

کو اگر کنویں میں ڈال دے تو یہ حکمت نہ ہوگی لہٰذا مومن ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا کیوں کہ وہ ایمان کے ساتھ گیا ہوگا۔[۱]

حضرت نظام الدین اولیاء کے بعض افکار کا تنقیدی جائزہ

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی طرف منسوب کتاب "فوائد الفواد" میں ان کی فقہی بصیرت کے اعلیٰ نمونے بہ کثرت ملتے ہیں، البتہ ان کے بعض فقہی افکار و نظریات ایسے ہیں جو نادر ہیں اور جمہور علماء کی آراء سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل میں ان کے بعض افکار کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جارہا ہے :

۱۔ **سجدہ تعظیمی کا جواز**: حضرت محبوب الٰہیؒ سجدہ تعظیمی کے قائل نظر آتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی چیز فرض رہی ہو اور اس کی فرضیت منسوخ ہو جائے تو بھی استحباب باقی رہتا ہے، جیسے کہ ایام ابیض اور ایام عاشورہ کے روزے ماضی کی امتوں پر فرض تھے، لیکن اب مستحب ہیں۔

اسی طرح سجدہ تعظیمی پہلے مستحب تھا، چناں چہ رعیت بادشاہ کو، شاگرد استاد کو اور امت پیغمبر کو سجدہ کیا کرتی تھی۔ عہد رسالت میں سجدہ کا حکم منسوخ ہو گیا تو اگر استحباب چلا گیا تو اباحت تو باقی رہی۔ اگر مستحب نہیں تو مباح ہوگا اور مباح سے انکار اور ممانعت کہاں سے آئی ہے؟[۲]

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرضیت سے دلیل دی ہے جب کہ خود ان کے مطابق ماضی میں سجدہ تعظیمی فرض نہیں بلکہ مستحب تھا تو فرضیت کا حکم مستحب پر کیسے نافذ کیا جاسکتا ہے؟ نیز مختلف احادیث نبوی اس کے جواز کا انکار کرتی ہیں جیسا کہ نبی کریمؐ کا فرمان مبارک ہے:

> "جو شخص پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لیے دست بستہ کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"[۳]

۱۔ فوائد الفواد، ص ۵۶۷

۲۔ ایضاً، ص ۳۲۷

۳۔ سجستانی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، مترجم: ابو عمار عمر فاروق سعیدی، کتاب الادب (جلد ۴)، ص ۸۸۸، حدیث نمبر ۵۲۲۹

اسی طرح ایک روایت میں ملتا ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے عملاً آپؐ کو سجدہ کیا۔ رسول اللہؐ نے پوچھا: اے معاذ! یہ کیا ہے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ میں ملک شام گیا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ وہ اپنے مذہبی رہنماؤں کو سجدہ کرتے ہیں، اس بنا پر میرے دل نے چاہا کہ آپؐ کو سجدہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا:

"ایسا مت کرو اور اگر غیر اللہ کے لیے سجدہ روا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کی حق ادائیگی کے لیے اسے سجدہ کرے۔"[۱]

علامہ ابن تیمیہؒ بھی اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں، چناں چہ وہ اس کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"سجدہ تعظیم میں مسجود کی تعظیم ہوتی ہے۔ ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے تعظیم کا یہ انداز اختیار کریں، البتہ ہم سے پہلے لوگوں کے لیے ایسا کرنا جائز تھا۔"[۲]

۲۔ نیک انسان کو نبی کریمؐ کے ساتھ برابر کا درجہ دینا : حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے نبی کریمؐ کی ایک حدیث جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص فلاں کام کرے گا وہ کل بہشت میں میرے ساتھ ایک جگہ ہوگا اور دونوں انگلیوں (انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی) کو ملا کر اشارہ فرمایا ایسے......، کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد صرف یہی نہیں کہ وہ شخص آپؐ کے ساتھ ہوگا، بلکہ اسے بھی وہی درجہ دیا جائے گا، کیوں کہ لوگوں کی انگلیوں کے برعکس نبی کریمؐ کی انگشت شہادت اور درمیان کی انگلیاں برابر تھیں۔[۳]

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا یہ فرمانا کہ نبی کریمؐ کی انگشت شہادت اور درمیان کی انگلیاں برابر تھیں، خلافِ واقعہ ہے، کیوں کہ اس کا ذکر سیرت کی بنیادی مآخذوں میں باوجود تلاش بسیار کے راقم کو نہیں ملا۔ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو اس کا تذکرہ سیرت نگاروں نے ضرور کیا ہوتا کیوں کہ یہ ایک خلاف معمول

۱۔ ابن ماجہ،، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، حدیث نمبر ۱۸۵۳

۲۔ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، مجموع فتاوی، جلد ۴، ص ۳۶۰

۳۔ فوائد الفواد، صفحات ۸۹۱۔ ۸۹۳

بات ہے۔اس سلسلے میں راقم الحروف نے اپنے استاد محترم پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی جن کا شمار موجودہ دور میں ایشیا کے صف اول کے سیرت نگاروں میں ہوتا ہے، سے گفتگو کی تو انہوں نے بھی اس سے انکار کیا اور فرمایا کہ اس کا تذکرہ شمائل نبویؐ میں نہیں ہے۔ نیز حضرت محبوب الٰہیؒ کی یہ رائے کہ اس شخص کو نبیؐ کے برابر کا درجہ دیا جائے گا، قابلِ اتفاق نہیں ہے کیوں کہ کسی انسان کا درجہ نبی کریمؐ کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟جب کہ خود کسی نبی کا ہی درجہ آپؐ کے برابر نہیں ہے؟

۳۔**حبب الی من دنیاکم ثلاث** :حضرت شیخ المشائخؒ نے ایک مشہور حدیث "حُبِّبَ الیَّ من دنیاکم ثلاث:الطِّیبُ والنساءُ و جعلت قرة عینی فی الصلاة"[۱] کی تشریح میں فرمایا کہ "النساء" (عورت) سے مراد حضرت عائشہؓ ہیں، کیوں کہ دوسری بیویوں کی بہ نسبت ان کی جانب رسول اللہؐ کا میلان زیادہ تھااور"قرة عینی فی الصلاة" سے مراد حضرت فاطمہؓ ہیں جو اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد نماز ہے لیکن اگر اس سے مراد نماز ہوتی تو نماز کو ان دونوں چیزوں پر مقدم رکھتے۔[۲]

درج بالا حدیث صحیح ہےاور نسائی (۳۹۳۹)، حاکم (جلد ۲، ص ۱۷۴) اور حافظ ابن حجر (جلد ۱۱، ص ۳۴۵) نے اسے روایت کیا ہے،البتہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خصوصی تشریح جمہور علماء کی آراء کے خلاف ہے۔ محدثین نے اس سے عام مفہوم یعنی خوشبو، عورت اور نماز ہی لیا ہے۔[۳]
یہی رائے پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی کی بھی ہے۔[۴]

۴۔**قرآن کریم سے فال نکالنا**: حضرت نظام الدین اولیاء قرآن مجید کی فال دیکھنے کے قائل نظر آتے ہیں، چناں چہ جب ان سے اس حوالے سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں! اس بارے میں ایک

۱۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن، سنن نسائی (جلد ۲) ص ۴۵۴، باب حب النساء، حدیث نمبر ۳۹۳۹

۲۔ فوائد الفواد، ص ۹۱۵

۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

https://makarem.ir/main.aspx?reader=۱&pid=۷۲۳۱۴&lid=۰&mid=۷۸۶۴۷

۴۔ یہ رائے پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی نے راقم الحروف کو ایک انٹرویو میں بتائی تھی۔

حدیث بھی آئی ہے اور فرمایا کہ جب قرآن مجید کو فال کے لیے کھولیں تو سیدھے ہاتھ سے کھولیں اور الٹے ہاتھ سے مدد نہ لیں[۱]۔البتہ انھوں نے اس حدیث کا ذکر نہیں کیا ہے اور علماء نے فال نکالنے سے منع کیا ہے خواہ وہ قرآن کریم کے ذریعہ ہو یا ستاروں سے۔[۲]

خلاصہ کلام

برصغیر کی تاریخ میں حضرت نظام الدین اولیاء کی شخصیت اور ان کے کارناموں کو نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے، اگرچہ ان کے بعض افکار و نظریات سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ظاہر ہے کہ وہ معصوم عن الخطا نہیں کہ ان سے اختلاف نہ کیا جاسکے۔اللہ رب العالمین اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہی اس سے مستثنیٰ ہیں،دیگر افراد کی آرا سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اور کیا بھی گیا ہے لیکن اس سے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مقام و مرتبہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

☆☆☆

۱۔ فوائد الفوائد، ص ۴۳۳

۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: http://www.suffahpk.com/fal-nikalny-ki-sharai-hesiyat

منابع و مآخذ:

❖ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، مترجم: عطاء اللہ ساجد، مکتبہ دار السلام، ریاض، ۱۴۲۸
❖ دہلوی، علا سجزی، خواجہ امیر حسن، فوائد الفواد، اردو اکادمی، دہلی گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی، ۱۹۹۲
❖ سجستانی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، مترجم: ابو عمار عمر فاروق سعیدی، کتاب الادب (جلد ۴)، مکتبہ دار السلام، ریاض، ۱۴۲۸
❖ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، مجموع فتاوی، جلد ۴، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، مدینہ منورہ، ۲۰۰۴
❖ القادری، محمد حبیب، سیرت خواجہ نظام الدین اولیاء المعروف محبوب الٰہی، اکبر بک سیلرز، لاہور، غیر مطبوعہ،
❖ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم (جلد سوم)، مترجم: علامہ وحید الزمان، خالد احسان پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۴
❖ نسائی، ابو عبد الرحمٰن، سنن نسائی (جلد ۲)، مترجم: علامہ وحید الزمان، اسلامی اکاڈمی، اردو بازار، لاہور